ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں کے بازاروں میں قہوہ کی دوکانیں ہوتی تھیں جہاں صاحب ذوق لوگوں کا مجمع لگا رہتا تھا، دہلی کے مشہور بازار چاندنی چوک میں بھی قہوہ کی دو تین دوکانیں تھیں، عوام کے علاوہ ان قہوہ خانوں میں شعراء کا بھی اژدہام ہوتا تھا، وہاں وہ لوگ بیٹھ کر اپنا تازہ کلام سناتے اور داد و تحسین حاصل کرتے[1]

آنند رام مخلص نے یہ رباعی قہوہ کی تعریف میں کہی ہے۔

ہر چند شراب انبساط افزاید ؛ لیکن اقسام فتنہ زاں می زاید
میلِ ما قہوہ زیں جہت ہست کرد ؛ بوی جگر برشتہ می آید[2]

محمد شاہ بادشاہ نے نادر شاہ کی تواضع قہوہ سے کی تھی۔[3]

مجلسوں اور جشنوں کے موقعوں پر مہمانوں کی تواضع قہوہ سے کی جاتی تھی، دہلی میں سرائے عرب کے رہنے والے عرب بڑی دھوم دھام سے دوازدہم ربیع الاول کی مجلس منعقد کرتے اور قہوہ سے مہمانوں کی تواضع کرتے۔ درگاہ قلی خاں نے چشم دید منظر یوں بیان کیا ہے:۔

"و پیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل می کنند علی الاتصال بمردم تکلف می نمایند، چوں بہ نوع آوراست مہمان در وقبول سخت اذیت می کشند، فقیر برفاقت خان صاحب سر دفتر اشفاق کیشان سید حشمت خان وارد گردیدہ بود، معنی ایں شعر را دریں محل صادق یافتہ بود، بیت:

روزے بخانۂ عربی مہمان شدم ؛ چنداں خورند قہوہ کہ رفنِ قہوہ داں شدم[4]

قہوہ صرف مہمانوں کی تواضع ہی کے لئے نہیں بلکہ دُور دراز مسافت کے بعد تھکن رفع کرنے کی غرض سے بھی پی جاتی تھی[5]

---

[1] مرقع دہلی۔ ص ۱۸ - مراۃ الاصطلاح ص ۱۷۷ الف۔ [2] مراۃ الاصطلاح۔ ص ۱۷۷ الف۔ [3] کلمات الشعراء (ق) ص ۱۷ - بیان وقائع نادر شاہ (ق) ص ۱۴ الف [4] مرقع دہلی۔ ص ۳۶ - نیز ملاحظہ ہو، دیوان زادہ (ق) ص ۳۷۸ - ۳۷۹ [5] وقائع آنند رام مخلص ج ۲ - ص ۶۱ الف۔